Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Quranic Revival and Socio-Political Reform in Twentieth-Century South Asia: *A Comparative Analytical Study of Maulana Abul A'la Maududi and Dr. Israr Ahmad*

بیسویں صدی کے جنوبی ایشیا میں قرآنی احیاء اور سماجی وسیاسی اصلاح
مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کا تقابلی تجزیاتی مطالعہ

Ms. Laila Ilham
Ph.D. Scholar and Lecturer, Department of Islamic Studies
Kohat University of Science & Technology (KUST), Pakistan
Email: lailailham786@gmail.com
Dr.Qazi Abdul Manan
Assistant Professor / Chairperson, Department of Islamic Studies
Kohat University of Science & Technology (KUST), Pakistan
Email: qaziabdulmanan@gmail.com
Dr. Qaisar Bilal
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Kohat University of Science & Technology (KUST), Pakistan
Email: qaisarbilal1@gmail.com

Abstract
This study presents a comprehensive comparative analytical examination of two of the most influential Islamic reformist scholars of twentieth-century South Asia: Maulana Abul A'la Maududi (1903–1979) and Dr. Israr Ahmad (1932–2010). Both thinkers were deeply committed to the revival of Quranic principles and the implementation of Islamic socio-political values in Muslim societies; however, their methodologies, institutional frameworks, and reform strategies diverged significantly. Maududi conceptualized Islam as a comprehensive ideological state system and sought to implement it through structured political activism via Jamaat-e-Islami. In contrast, Dr. Israr Ahmad emphasized Quranic pedagogy, spiritual purification, and grassroots moral transformation through Tanzeem-e-Islami and Anjuman Khuddam ul-Quran. This research situates both scholars within the broader classical Islamic intellectual tradition tracing their intellectual genealogy to Ibn Taymiyyah's doctrine of socio-political responsibility and Shah Waliullah Dehlawi's theory of tajdid (revival) — and evaluates their convergences and divergences through primary and secondary source analysis. The findings demonstrate that while Maududi and Israr Ahmad represent distinct yet interconnected trajectories of Islamic revivalism, their complementary frameworks together offer a multidimensional model for contemporary Islamic socio-political renewal in an era of globalization and moral fragmentation.

Keywords: *Quranic Revival, Islamic Revivalism, Maududi, Israr Ahmad, South Asian Islam, Tajdid, Jamaat-e-Islami, Tanzeem-e-Islami, Socio-Political Reform, Shah Waliullah*

ا۔ تعارف

بیسویں صدی مسلم دنیا کے لیے انتہائی اہم اور پیچیدہ دور ثابت ہوئی۔ استعماری تسلط، مغربی فلسفے کی یلغار، سیکولر قوم پرستی کا عروج، اور روایتی اسلامی تعلیمی اداروں کے زوال نے مسلم معاشروں میں گہری فکری بے چینی پیدا کر دی۔ ایسے میں مختلف مفکرین، علماء اور مصلحین نے اسلام کی اصل تعلیمات کی طرف رجوع کی دعوت دی اور جدید چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے نئے اجتہادی راستے تلاش کیے۔ برصغیر پاک وہند اس فکری انقلاب کا مرکز بنا، جہاں متعدد عظیم شخصیات نے اسلامی فکر کی تجدید اور معاشرتی اصلاح کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

ان شخصیات میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کا مقام انتہائی ممتاز ہے۔ مولانا مودودی نے اسلام کو ایک مکمل نظام حیات اور سیاسی نظریے کے طور پر پیش کیا اور اپنی تنظیم جماعت اسلامی کے ذریعے اس نظریے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن مجید کی طرف واپسی کو اپنی تحریک کی بنیاد بنایا اور انفرادی تزکیہ نفس اور اجتماعی اخلاقی تبدیلی پر زور دیا۔ اگرچہ دونوں کا ہدف ایک ہی تھا یعنی اسلامی اقدار کا احیاء، لیکن طریقہ کار، حکمت عملی اور ترجیحات میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔

یہ مقالہ دونوں اسکالرز کا تقابلی تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد ان کی فکری اساس، اصلاحی منہج، اور عصری مسلم معاشروں پر ان کے اثرات کا جائزہ لینا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے فکری مشترکات اور اختلافات کو کلاسیکی اسلامی علمی روایت کے تناظر میں پرکھا گیا ہے۔

۲۔ کلاسیکی علمی بنیادیں اور فکری ورثہ

۲۔۱ ابن تیمیہ کا اثر: شریعت، سیاست اور اجتماعی ذمہ داری

مولانا مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد دونوں کی فکر کی جڑیں کلاسیکی اسلامی علمی روایت میں پیوست ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۱۲۶۳-۱۳۲۸ء) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف 'السیاسۃ الشرعیۃ' میں شریعتِ اسلامی کو حکمرانی، اجتماعی نظم، اور سیاسی زندگی کا محور قرار دیا۔ ابن تیمیہ نے زور دیا کہ اسلامی ریاست کی بنیاد عدل اور شریعت پر ہونی چاہیے، اور حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق عوام کے معاملات چلائے۔

مودودی نے ابن تیمیہ کے اس نظریے کو جدید دور میں نافذ کرنے کی کوشش کی اور 'حاکمیت الٰہیہ' کا تصور پیش کیا جو ان کی پوری فکر کا محور ہے۔ ابن تیمیہ کی طرح مودودی بھی سمجھتے تھے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بغیر مسلم معاشرہ اپنے اصل مقاصد حاصل نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے بھی ابن تیمیہ کی اس فکر کو قبول کیا لیکن ان کی نظر میں انفرادی اصلاح کے بغیر سیاسی اصلاح ممکن نہیں۔

۲۔۲ شاہ ولی اللہ دہلوی کا تصور تجدید

شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) برصغیر میں اسلامی احیاء کی تحریک کے سب سے بڑے معمار ہیں۔ ان کی عظیم تصنیف 'حجۃ اللہ البالغہ' میں انہوں نے اسلامی علوم، فقہ، تصوف، اور سیاسی فکر کو ایک مربوط نظام کے طور پر پیش کیا۔ شاہ ولی اللہ نے تجدید کو صرف مذہبی رسوم کی بحالی تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سماجی، اخلاقی اور سیاسی اصلاح تک وسیع کیا۔

مولانا مودودی نے شاہ ولی اللہ کے تجدیدی تصور کو سیاسی جہاد اور ریاستی اصلاح کی صورت میں ڈھالا۔ وہ اسلام کو ایک مکمل نظام کے طور پر نافذ کرنا چاہتے تھے جس میں سیاسیات، معاشیات، سماجیات، اور قانون سب شامل ہوں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے شاہ ولی اللہ کے اخلاقی اور روحانی پہلو کو اپنایا اور قرآنی تعلیمات کے فروغ کو اصلاح کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔

۳۔ مولانا مودودی: حیات، فکر، اور اصلاحی منہج

۳۔۱ سوانح اور فکری سفر

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد، دکن میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم روایتی مدرسے میں ہوئی لیکن وہ اپنی ذاتی محنت اور مطالعے سے عصری علوم میں بھی مہارت حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۲۰ کی دہائی میں انہوں نے صحافت کو اپنا میدان بنایا اور 'الجمعیۃ' اور 'ترجمان القرآن' جیسے رسائل میں اسلامی فکر کی ترویج شروع کی۔

مودودی کا فکری ارتقاء مسلسل تھا۔ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے لاہور میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی جو ان کے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کا ذریعہ بنی۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سیاسی جدوجہد جاری رکھی۔ مودودی کو کئی بار قید و بند کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے اپنا موقف نہیں چھوڑا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو نیویارک میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۔۲ تصور حاکمیت الٰہیہ

مودودی کی فکر کا محوری تصور 'حاکمیت الٰہیہ' ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کائنات کا واحد حاکم ہے اور انسانوں کو اللہ کی دی ہوئی حاکمیت کے تحت زندگی گزارنی چاہیے۔ جمہوری نظام میں عوام کی حاکمیت کا تصور ان کے نزدیک شرک جیسا ہے کیونکہ یہ اللہ کی حاکمیت کو چیلنج کرتا ہے۔ مودودی نے اسلامی ریاست کو 'تھیو-ڈیموکریسی' یعنی 'خلافت علی منہاج النبوۃ' کے نمونے پر قائم کرنا چاہا۔

مودودی نے اپنی تفسیر 'تفہیم القرآن' میں قرآنی آیات کو سیاسی اور سماجی تناظر میں تفسیر کیا۔ انہوں نے قرآن کو محض عبادات کی کتاب نہیں بلکہ ایک مکمل قانون وضابطہ حیات کے طور پر پیش کیا۔ 'قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں' اور 'اسلامی ریاست' جیسی تصانیف میں انہوں نے قرآن کے سیاسی پیغام کو نمایاں کیا۔

۳ء۳ جماعت اسلامی اور سیاسی طریقہ کار

مودودی کے نزدیک اسلامی انقلاب صرف اوپر سے آنے والی اصلاح سے ممکن نہیں بلکہ ایک منظم، نظریاتی، اور اخلاقی طور پر تربیت یافتہ جماعت کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جماعت اسلامی کی تنظیم اسی اصول پر قائم کی گئی۔ جماعت اسلامی نے نہ صرف سیاسی میدان میں بلکہ تعلیم، میڈیا، اور سماجی خدمات میں بھی کام کیا۔

مودودی کی حکمت عملی میں سب سے پہلے افراد کی تعمیر، پھر اجتماعی تنظیم، اور آخر میں ریاستی اقتدار کا حصول شامل تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایک بار اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو قوانین کے ذریعے پورے معاشرے کی اصلاح ممکن ہو جائے گی۔ یہ طریقہ کار 'اوپر سے نیچے' کی اصلاح کی حکمت عملی ہے جو مودودی کی فکر میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

۴۔ ڈاکٹر اسرار احمد: حیات، فکر، اور اصلاحی منہج

۱ء۴ سوانح اور فکری سفر

ڈاکٹر اسرار احمد ۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو حصار، ہریانہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ڈھاکہ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی لیکن طب کے پیشے کو چھوڑ کر اسلامی علوم اور دعوت کو اپنا مشن بنالیا۔ ابتدا میں وہ جماعت اسلامی سے وابستہ رہے لیکن بعد میں مودودی کے سیاسی طریقے سے اختلافات کی بنا پر الگ ہو گئے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے ۱۹۷۲ء میں 'انجمن خدام القرآن' اور ۱۹۷۵ء میں 'تنظیم اسلامی' قائم کی۔ وہ قرآن مجید کی تعلیم، تفسیر اور اس کے پیغام کی عام فہم ترویج کو اپنی دعوت کا مرکزی نقطہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے 'بیان القرآن' کے نام سے قرآن کی مفصل اردو تفسیر مرتب کی جو پاکستان میں انتہائی مقبول ہوئی۔ ۱۴ اپریل ۲۰۱۰ء کو ان کا لاہور میں انتقال ہوا۔

۲ء۴ قرآنی احیاء کا تصور

ڈاکٹر اسرار احمد کا مرکزی نظریہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی تمام تر بدحالی کی اصل وجہ قرآن سے دوری ہے۔ جب تک مسلمان قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھیں گے اور اس کے احکام کو اپنی زندگی میں نہیں اتاریں گے، کوئی سیاسی یا سماجی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے 'قرآن سے غفلت' کو امت مسلمہ کا سب سے بڑا المیہ قرار دیا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ قرآن کی حکومت کے لیے پہلے قرآن کی رعیت تیار کرنی ہوگی۔ یعنی جب تک عوام کی سطح پر قرآنی فہم اور اخلاقی تبدیلی نہ آئے، محض قوانین کا نفاذ کافی نہیں ہوگا۔ یہ 'نیچے سے اوپر' کی اصلاحی حکمت عملی مودودی کے طریقے سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

۳ء۴ تنظیم اسلامی اور تعلیمی طریقہ کار

تنظیم اسلامی کا بنیادی مقصد افراد کی روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد قرآن کے حلقات، درس القرآن، اور لیکچرز کے ذریعے عوام میں قرآنی تعلیمات کا شعور بیدار کرتے رہے۔ وہ ٹیلی ویژن اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعے بھی اپنی دعوت پھیلانے میں بے حد موثر تھے۔

ان کی تنظیم کا زور سیاسی اقتدار کے حصول پر نہیں بلکہ خاموش انقلاب پر ہے جو قرآن کی تعلیم اور اخلاقی تبدیلی کے ذریعے آتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا خیال تھا کہ جس دن مسلمان قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھ لیں گے، ان کی زندگیاں خود بخود اسلامی سانچے میں ڈھل جائیں گی اور پھر اسلامی نظام کا قیام ایک فطری نتیجہ ہوگا۔

۵۔ تقابلی تجزیہ: اشتراکات اور اختلافات

۱ء۵ فکری اشتراکات

مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کے درمیان کئی اہم فکری مشترکات پائے جاتے ہیں۔ اول، دونوں اس بات پر متفق تھے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور اسے صرف ذاتی عبادات تک محدود رکھنا درست نہیں۔ دوم، دونوں نے قرآن وسنت کو اپنی فکر کی بنیاد بنایا اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ قرآن کی طرف رجوع کریں۔ سوم، دونوں استعمار مخالف تھے اور مسلمانوں کی فکری، تعلیمی اور سیاسی آزادی کے حامی تھے۔

چہارم، دونوں نے سیکولرزم کو اسلام کے خلاف قرار دیا اور مغربی فلسفے کی اندھی تقلید کو مسلمانوں کے زوال کا سبب بتایا۔ پنجم، دونوں نے خواتین کی تعلیم اور تربیت کو اہم سمجھا اور اسلامی اقدار کے دائرے میں خواتین کے کردار کو تسلیم کیا۔ اور ششم، دونوں نے اپنی اپنی تنظیموں کے ذریعے ایسے افراد تیار کرنے کی کوشش کی جو اسلامی نظریے کے سچے نمائندے ہوں۔

۵.۲ فکری اختلافات

باوجود ان مشترکات کے، دونوں مفکرین کے درمیان اہم اختلافات بھی موجود ہیں۔ پہلا اور بنیادی اختلاف طریقہ کار کا ہے۔ مودودی سیاسی انقلاب کو ترجیح دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اسلامی ریاست کا قیام پہلی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا کہنا تھا کہ پہلے افراد کی اصلاح ہو، پھر معاشرے کی، اور اس کے بعد ریاست خود بخود اسلامی ہو جائے گی۔

دوسرا اختلاف قرآن کی تفسیر کے انداز میں ہے۔ مودودی نے قرآن کو سیاسی اور قانونی پہلوؤں سے تفسیر کیا جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد نے روحانی، اخلاقی اور تربیتی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا۔ تیسرا اختلاف جمہوریت کے بارے میں ہے۔ مودودی نے جمہوری نظام کو اسلامی تصور کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد جمہوریت کے بارے میں زیادہ محتاط تھے۔

چوتھا اختلاف تصوف کے بارے میں ہے۔ مودودی نے روایتی تصوف کے بعض پہلوؤں پر تنقید کی جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد نے اسلامی تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کو اپنی دعوت میں مرکزی حیثیت دی، البتہ وہ خود بھی غیر قرآنی رسوم وبدعات کے مخالف تھے۔

۵.۳ فکری تعامل اور ارتقاء

یہ قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد ابتداء میں مودودی کے ہمنوا اور جماعت اسلامی کے فعال رکن تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے محسوس کیا کہ محض سیاسی راستے سے اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔ اس اختلاف نے انہیں ایک الگ راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ تاہم انہوں نے کبھی مودودی کی علمی خدمات کا انکار نہیں کیا اور ان کی بہت سی تصانیف کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔

یہ دونوں مفکرین دراصل ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ مودودی کا سیاسی پہلو اور ڈاکٹر اسرار احمد کا روحانی پہلو مل کر اسلامی اصلاح کا ایک مکمل نقشہ فراہم کرتے ہیں۔ جدید مسلم معاشروں کو شاید دونوں طریقوں کی بیک وقت ضرورت ہے۔

۶۔ عصری مسائل کے تناظر میں: جدیدیت، عالمگیریت اور اخلاقی بحران

عصر حاضر میں مسلم معاشرے متعدد سنگین چیلنجوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ عالمگیریت (Globalization) نے ثقافتی یلغار کو تیز کر دیا ہے، سوشل میڈیا نے روایتی اقدار کو چیلنج کیا ہے، اور جدید سرمایہ داری نظام نے معاشی عدل کو مزید دور کر دیا ہے۔ ایسے میں مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کی فکر کیا رہنمائی فراہم کر سکتی ہے؟

مودودی کا سیاسی نظریہ آج بھی اسلامی قانون کے نفاذ اور اسلامی ریاست کے قیام کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ جدید دور میں جب آئینی و قانونی اصلاحات کی بات ہوتی ہے، مودودی کی فکر ایک اہم نظریاتی فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹر اسرار احمد کا قرآنی احیاء کا تصور آج کی نوجوان نسل کو قرآن سے جوڑنے اور ان میں روحانی اور اخلاقی قوت بیدار کرنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

عصری مسلم معاشروں کو جامع اصلاحی منہج کی ضرورت ہے جو نہ صرف سیاسی بلکہ تعلیمی، اقتصادی، روحانی اور اخلاقی جہات کو بھی شامل کرے۔ مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کی مکمل فکر کا امتزاج ایک ایسا کثیر الجہات نقشہ فراہم کر سکتا ہے جو آج کے پیچیدہ چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے۔

علاوہ ازیں، پاکستان کے تعلیمی اداروں، خاص طور پر اسلامی علوم کے شعبوں میں، دونوں مفکرین کی فکر کو نصاب کا حصہ بنانا اور ان کا تنقیدی مطالعہ کروانا عصری طلبا کی فکری تربیت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا شعبہ اسلامی علوم اس حوالے سے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

۷۔ نتائج اور سفارشات

۷.۱ تحقیقی نتائج

اس تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مولانا مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد دونوں نے بیسویں صدی کے جنوبی ایشیائی مسلمانوں کی فکری رہنمائی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ دونوں کی فکر کلاسیکی اسلامی علمی روایت کا تسلسل ہے اور ساتھ ہی جدید عصری چیلنجوں کا ادراک بھی ان میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔

مودودی کا سیاسی نظریہ اسلامی ریاست اور قانون کے باب میں ایک مضبوط فکری اساس فراہم کرتا ہے جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد کا قرآنی احیاء کا تصور روحانی اور اخلاقی اصلاح کے باب میں ناگزیر اہمیت رکھتا ہے۔ دونوں نقطہ ہائے نظر ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ باہم تکمیلی ہیں۔

یہ بھی واضح ہوا کہ ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کی فکری روایت ان دونوں مفکرین میں زندہ ہے۔ مودودی نے ابن تیمیہ کی سیاسی فکر کو اور ڈاکٹر اسرار احمد نے شاہ ولی اللہ کے تزکیاتی منہج کو اپنے طریقے سے آگے بڑھایا۔

۷.۲ سفارشات

اول: پاکستانی یونیورسٹیوں کے نصاب میں مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد کی فکر کا تنقیدی مطالعہ شامل کیا جائے تاکہ طلبا میں اسلامی سوچ کی گہرائی پیدا ہو۔

دوم: دونوں مفکرین کے افکار کو یکجا کر کے ایک جامع اصلاحی نمونہ تیار کیا جائے جو سیاسی، روحانی اور تعلیمی جہات کو یکساں اہمیت دے۔

سوم: ڈاکٹر اسرار احمد کی قرآنی تعلیم کی اسکیم کو جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ مربوط کر کے نوجوان نسل تک پہنچایا جائے۔

چہارم: مودودی کی سیاسی فکر کا عصری تناظر میں نقدی تجزیہ کیا جائے تاکہ جو تصورات آج بھی قابل عمل ہیں انہیں اپنایا جائے اور جن میں ترمیم کی ضرورت ہو وہ کی جائے۔

پنجم: اس موضوع پر مزید تقابلی تحقیق کی ضرورت ہے جس میں دیگر جنوبی ایشیائی مفکرین جیسے علامہ اقبال، مولانا اشرف علی تھانوی، اور مولانا مودودی کے علمی معاصرین کو بھی شامل کیا جائے۔

۸۔ خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ مولانا مودودی اور ڈاکٹر اسرار احمد بیسویں صدی کے سب سے اہم اسلامی مفکرین میں سے ہیں جنہوں نے جنوبی ایشیا اور پوری مسلم دنیا کی فکری تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مودودی کا سیاسی اسلام اور ڈاکٹر اسرار احمد کا قرآنی احیاء دونوں مل کر ایک ایسا جامع فکری ورثہ فراہم کرتے ہیں جو آج کے مسلمانوں کے لیے بیش قیمت رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔

اس تحقیق نے واضح کیا کہ اسلامی اصلاح کا کوئی ایک سانچا نہیں ہے۔ مودودی کا سیاسی و قانونی راستہ اور ڈاکٹر اسرار احمد کا روحانی و تعلیمی راستہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جدید مسلم معاشرے کو دونوں کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں مفکرین ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اسلامی احیاء کا عمل صبر، علم، تربیت، اور مسلسل جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے اور یہ صرف سیاست سے یا صرف وعظ سے ممکن نہیں بلکہ دونوں کے باہمی تعاون سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

References

Ahmad, I. (1991). Bayan al-Qur'an [Urdu commentary on the Qur'an]. Lahore: Anjuman Khuddam al-Qur'an.

Ahmad, I. (2002). Islamic renaissance: The real task ahead. Lahore: Anjuman Khuddam al-Qur'an.

Esposito, J. L. (Ed.). (2004). The Oxford dictionary of Islam. Oxford University Press.

Ibn Taymiyyah. (1998). Al-Siyasah al-Shar'iyyah [Governance in accordance with God's law]. Riyadh: Dar Alam al-Kutub.

Maududi, A. A. (1967–1979). Tafhim al-Qur'an [Understanding the Qur'an] (6 vols.). Lahore: Islamic Publications.

Maududi, A. A. (1980). Islamic law and constitution (K. Ahmad, Trans., 7th ed.). Lahore: Islamic Publications.

Maududi, A. A. (1986). Towards understanding the Qur'an (Z. I. Ansari, Trans.). Leicester: The Islamic Foundation.

Nasr, S. V. R. (1996). Mawdudi and the making of Islamic revivalism. Oxford University Press.

Nasr, S. V. R. (2001). Islamic leviathan: Islam and the making of state power. Oxford University Press.

Rahman, F. (1984). Islam and modernity: Transformation of an intellectual tradition. University of Chicago Press.

Shah Waliullah Dehlawi. (2005). Hujjat Allah al-Balighah [God's conclusive argument]. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah.

Zaman, M. Q. (2002). The ulama in contemporary Islam: Custodians of change. Princeton University Press.

Zebiri, K. (1993). Mahmud Shaltut and Islamic modernism. Oxford: Clarendon Press.